إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا

ترجمہ یوم تاسع از عشرہ کاملہ

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین المتخلق باخلاق اللہ والمتصف باوصاف اللہ فانی فی اللہ باقی باللہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی چشتی

قدس سرہ العزیز

المسمی بہ

آداب سماع

سنہ ۱۳۱۱ ہجری

مؤلفہ

ومرتبہ سیدی سندی مخدوم ومکرم حضرت صاحبزادہ سید محمد قاسم علی کلیمی از احفاد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز

بمطبع احمدی دہلی باہتمام احمد حسن خان

طبع گردید

تقریظ از نتایج فکر جناب فضیلت مآب سید سندی حضرت مولانا و بالفضل اولنا حضرت سید محمد حامد الدین احمد قادری الجیلانی ادام اللہ تعالے افضالہم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لواہب العطایا ۞ والنعت لشافع البرایا ۞ المدح لآلہ الہدایا ۞ والوصف لصحبہ السجایا ۞ اللہم صل علی سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد و بارک و سلم۔ درین اوان ہدایت توامان رسالہ آداب السماع رقمزدہ کلک ہدایت سلک خلیل جلیل و جلیل جمیل خلاصہ دودمان مصطفوی سلالہ خاندان مرتضوی سید محمد قاسم علی کلیمی سجادہ نشین و سادہ حضرت شیخ کلیم اللہ صاحب جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ بنظر آمد اگرچہ این بی بضاعت را سرمایہ تفہیم و مادہ ترقیم مفقود است لاکن مضامین با تمکینش بران آورد کہ بلا قصد و ارادہ در رایہ حرفی چند از سفینہ سینہ بسفینہ قرطاس جلوہ کنان شوند اگرچہ این تحریر را محی سنت پیران عظام خوانم رواست و اگر قاطع بدعت عوام کالانعام نویسم بجاست۔ خدائے رحیم بطفیل حبیب کریم خود جامع را شاد و آباد دارد و تحریرش را بزیور قبولیت مزین فرماید و ناظرین را توفیق عمل ارزانی فرماید و از قدح و نکتہ چینی اش باز دارد کہ جامع اش در حقیقت از خود چیزے نتراشیدہ است آنچہ نگاشتہ است ہمہ از ما حصل قواعد و ارشادات پیر اعظم است پس ردّش نہ ردّ جامع است بلکہ انحراف از مرشد اکرم است اللہم احفظنا اللہ بس ماسوے ہوس۔

فقیر حامد الدین احمد حسنی الحسنی القادری۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بے حد خاص اوس خالق کو سزاوار ہے کہ جسنے جملہ کن فیکون سے گروہ گروہ مخلوقات کو پیدا کرکے ہر ایک کو کل حزب بما لدیہم فرحون سے مسرور کیا اور ہر ایک اہل ایمان کو یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم پر مامور فرمایا فاحمدوا واشکروا وتجسسوا حزب المفلحین۔ اور نعت بے حد خاص اوس اشرف الرسل کو لایق ہے کہ جسنے اپنی تمام عمر عزیز کو ہدایت خلق مین صرف کرکے حضرات اہل بیت اطہار علیہم السلام کے حق مین الا ان مثل اہل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا ہلک اور جناب صحابہائے ہدیٰ رضی اللہ تعالےٰ ورضوانہ اجمعین کے بارہ مین۔ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اور علماء راہ نما کے مقدمہ مین علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فرماکر امتیونکو مشکور فرمایا۔ فاتبعوا وصلوا وسلموا علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد حمد وصلوٰۃ کے یہہ عاجز تراب اقدام ہر درویش ودلی محمد قاسم علی کلیمی عفی لہ ذنبہ خدمات اہل اللہ مین عرض پیرا ہے کہ اس زمانہ پرفتن اور روزگار سراپا محن مین بسبب بعد زمانہ رسالت وقرب اوان قیامت آئینہ اسلام عزہ پر ہر طرف سے باران زنگ حوادث متقاطر ہے۔ اور علی الخصوص طایفہ صوفیہ با صفا تیر باران طعن واعتراض اکثر اہل زمانہ کا نشانہ وآماج گاہ ہے اور بعض صاحبان نے جو اپنے کو اس قوم سے شمار کراتے ہین بخلاف اپنے راہبران ومرشدان کے افراط وتفریط کو دخل دیکر اپنے ہمراہ تمام قوم کو بلکہ بزرگان ماضیہ کو بہی مطعون کرایا ہے اور خاص کر طریقہ مروجہ حال مجالس سماع کا طریقہ زمانہ ماضیہ سے بالکل خلاف ہوگیا ہے اور زیادہ تر یہہ ہی سبب طعن اور موجب ریش خند کہ وہہ ہوتا ہے چنانچہ قبل ازین بارہا اس عاجز کے دلمین آیا کہ

خدمات حضرتِ صوفیۂ صافیہ مین گذارش کرے کہ اس طرف توجہہ فرما کر زبان اہل طعن کو متقفل فرمایا جاوے مگر بپاس ادب ہمیشہ قاصر رہا لیکن اِکی دفعہ جو عرس حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی قدس سرہ العزیز مین حسب دستور فیض اندوز ہوا اور مجلس سماع اور طریقۂ وجد بعض حضراتِ مذکور دیکھا تو نہایت قلق ہوا کیونکہ ان بناوٹی حالیونکے وجد و حال کا انداز قابل افسوس تھا اور بجائے اسکے کہ عوام پر حال کا اثر ہو منکرین کو مہیج خندہ اور عوام کو منتج تکلیف اور خواص کو مایۂ ندم تہا اور خصوصًا بعض حضرات کا حال تو ایسا پر ملال تہا جسکو بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے غرض کہ یہہ عاجز ایسی تاسف و تحیر مین تہا کہ بامداد روح پاک حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز ارادہ ہوا کہ ضرور کچہہ نہ کچہہ اسبارہ مین عرض کرنا چاہیے بمفحوائے کلام حضرت حافظ شیراز رحمتہ اللہ علیہ شعر حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس ٭ دربند آن مباش کہ نشنید یا شنید خواہ کوئی مانے یا نہ مانے اپنا درد دل کہ غالبًا فلاح دارین پر مبنی ہوگا ظاہر کیجیے ماہران تصوف پر یہہ بات مخفی نہین ہے کہ ہمارا طریقہ سماع اکابر کے طریقہ سماع سے بالکل برخلاف ہے۔ نہ وہ مزامیر ہین نہ وہ سماع نہ وہ شرائط ہین نہ وہ آداب نہ وہ حال و وجد ہے نہ وہ اثر حظ نفسانی و متابعت نفس امارہ کے لیئے نیئے نیئے ایجاد کر لیئے ہین اگر کسی منصف مزاج نے کبھی کچہہ سوال کیا تو کہدیا کہ ہم اپنے پیرونکی سنت ادا کرتے ہین سبحانک ہذا بہتان عظیم عزیزہ وبہلا پیران عظام پر کیون اتہام لیتے ہو اور اونکا نام نامی لیکر عوام کو کیون اونسے بے اعتقاد کرتے ہو دیکھو عشرۂ کاملہ کی نوین فصل مین حضرت شیخ العالمین شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحمتہ اللہ علیہ جو تمہارے پیر مستند ہین کیا فرماتے ہین اور اونکا طریقہ کیا تہا اور کیسا مؤثر اور تمہارا وتیرہ کیا ہے اور

یسا بے اثر اگر تم افراط و تفریط کو بالائے طاق رکھکے بغور انصاف دیکھو گے تو بیشک
طریقہ ماضی و حال مین بعد المشرقین پاؤ گے - یہان حضرت شیخ العالمین قدس سرہ کے
رسالۂ عشرہ کاملہ کا بھی (جسکا ذکر ابھی ہو چکا ہے) اگر مختصر سا بیان اسلیئے کہ لوگ اسکی پوری
پوری کیفیت سے واقف ہو جائین کیا جاوے تو بے محل نہو گا - اس رسالہ کو حضرت
نے ۹۲۰ھ ہجریہ مین رمضان المبارک کے عشرہ اخر مین حالت اعتکاف مین تالیف
فرمایا ہے اور اون دس دن مین جو اللہ تعالے نے آپ پر منکشف کیا اوسے اسمین
نہایت اختصار کے ساتھ قلمبند فرما کر اس طرح تقسیم کیا ہے - پہلا دن معرفت کے
بیان مین - دوسرا توحید ذات باریتعالے و تقدس مین - تیسرا اسماء و صفات عز و
اسمہ مین اور اسکے ضمن مین بعض شبہات کو بھی دور کیا ہے - چوتھا روح کے
بیان مین - پانچوان محبت کے بیان مین - چھٹا ارکان خمسہ مین - ساتوان ان
برائیوں سے پاک و صاف ہوئے مین - آٹھوان آراستگی فضایل مین - نوان سماع
کے بیان مین - دسوان نیکی کے طرف سبقت کرنے مین چونکہ اس رسالہ کی تحریر مین
حضرت نے اپنے دس دن اعتکاف کے پورے کیئے تھے لہذا اس رسالہ کا نام عشرہ
کاملہ رکھا - اب مین حضرات صوفیہ صافیہ کی خدمت مین عام طور سے اور حضرات سجادگان
آستانہا کی خدمت مین خاص طور سے بعد انکسار دست بستہ عرض کرتا ہون کہ
آپ صاحب اپنے مریدین و معتقدین و حاضرین کو کس وجہ سے عموماً طریقہ
متقدمین پر عمل کرنیکا حکم نہین دیتے اور اونکو اونکی حالت پر کیون چھوڑ رکھا ہے اگر
آپ صاحبان ہی ہمین ادب نہ سکھائینگے تو پھر وہ کون ایسا ہمارا شفیق ہے جو اس
ذلت سے ہمین بچائیگا باعث افسوس سخت یہہ امر ہے کہ عوام مہذب تو ایسے

مصنوعی حال و وجد والونپر منھہ پہیر کر مسکراتی ہین اور قوال رو در رہے ہے - ایسے
حال کا مآل یہہ ہے کہ بجائے اسکے کہ بہ توفیق سبحانہ تعالے پیرانِ عظام نے بجذب
حقیقی منکرین کو صراط مستقیم ارادات پر کہینچا حضرات موصوف کی اثر سے طالبان راہ ہدایت
دلو نسے مادۂ طلب بہی ساقط ہوجاتا ہے اور اس فرقہ ہی سے تنفر پیدا ہوتا جاتا ہی
بہ تعمقِ نظر ملاحظہ ہو کہ ہدایت کے عوض ضلالت کس کے سبب ہوئی اور عزت کے
بدلے ذلت کسکو حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے شعر
چو از قومے یکے بیدانشی کرد ٭ نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را ٭ بدنام کنندہ نکو نامی چند
انہین کا مصداق ہے - ملاحظہ ہو کہ نہایت غور کی جگہ اور بڑی افسوس کا مقام ہے
کہ ایک زمانہ تو ایسا تہا کہ محبی مولانا محمد فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ اندرون آستانہ حضرت
سلطان المشایخ محبوب الٰہی قدس سرہٗ بپاس ادب تشریف نہین لیجاتے تہے اور اب
بعض بعض صاحب ارشاد حضور کے لبت دری سے پشت لگاکر چار زانو بیٹہتے ہین اور
بجائے مراقبہ لیٹ کر مریدین سے پکی چپی کرواتے ہین ع ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا
شعر از خدا جوئیم توفیق ادب ٭ بے ادب محروم شد از فضل رب ٭ باقی رہا علم
ظاہری اس سے تو اب اکثر فقرا کو اتنا بہی مذاق نہین کہ اگر کسی شیخ کا کوئی رسالہ اردو
مین ترجمہ کیا ہوا انکو لاکر دے تو اوسے پڑہ سکین اور نفس امارہ بہلا اتنی اجازت
کب دیتا ہے کہ مریدین ہی سے کہین کہ تم پڑہ کر سمجہا دو - ہیہات ہیہات کیا انقلاب
ہے اور کیسا وقت آگیا ہے ایک وہ زمانہ تہا کہ پیران عظام عربی زبان مین بلا تامل
کتابین تصنیف فرماتے تہے اور ایک یہہ وقت ہے کہ اونکا اردو ترجمہ پڑہنا بہی
مشکل مگر ماشاء اللہ پیر ہین اگرچہ ایسے صاحبونکو میرا کلام بفحوای الحق مر زہر سے زیادہ

تلخ معلوم ہوگا مگر جس وقت بہ انصاف اسپر غور فرمائینگے تو بلاشبہ شہد سے
زیادہ شیرینی بخشیگا ع گرچہ تلخ است ولیکن بر شیرین دارد۔ اور عام
طالبونکو یہہ بات بخوبی واضح رہے کہ کس و ناکس کے ہاتھہ میں ہاتھہ دیکے دہوکے
اور دنیا اور آخرت کے ٹوٹے مین نہ پڑین جب تک کہ وہ علامتین جو کملا نے
اپنی کتابون مین پیر کامل کی لکھی ہین نہ دیکھہ لین تب تک بیعت نکرین
اس باب مین حضرت مولانا ے روم قدس سرہٗ کیا خوب فرما گئے ہین ٭
اے بسا ابلیس آدم روئی ہست ٭ پس بہر دستے نباید داد دست ٭ چونکہ
حضرت امام حجت الاسلام ابو حامد امام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی
تصنیفات مین حدیث شریف طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ کے بیان
مین تحریر فرمایا ہے کہ حصولِ علم اوس شئے کا کہ جس شئے مین آدمی مشغول ہونا چاہیے
فرض ہے اور یہان بیان سماع و وجد وغیرہ کا ہے لہذا اب مین رسالۂ عشرہ
کاملۂ مذکور کی یوم تاسع کا ترجمہ (اس سبب سے کہ اکثر اہل سماع اسی خاندان
کے خوان کے ریزہ چین ہین اور یہہ عاجز بھی حضرت کے ادنے غلامان مین
سے ہے) کرکے پیش کش ناظرین کرتا ہون اور اس قدر عرض کرتا ہون
کہ جن صاحبان کو شوق و طلب سماع وغیرہ ہے اونکو حسب فرمودہ امام
حجت الاسلام پر عمل کرنا فرض ہے۔ وباللہ التوفیق اللہم ارحم امت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم واہدہم الی صراط المستقیم بحرمت طٰہٰ و یٰسین آمین
یارب العالمین۔

نوان دن سماع اور وجد اور غلبہ وغیرہ وغیرہ کی بیان مین

جاننا چاہیے کہ بیشک اللہ تعالیٰ بلند و برتر نے دلونمین شوق اور قلبونمین عشق امانت رکھا ہے اور پروردگارِ عالم کی عبادت یہہ ہے کہ وہ ان اچھی اچھی آوازون سے جنسے روحونکو مناسبت ہوتی ہے شوق و عشق کو زیادہ بڑہاتا اور حرکت دیتا اور ظاہر کرتا ہے۔ پس اب یہہ عشق تین حال سے خالی نہین یا مستحب ہوگا۔ یا مباح یا حرام۔ یعنے اگر خالق کا عشق ہے تو مستحب بلکہ واجب ہے یا مخلوق مین سے اونکا عشق ہے جنکی طرف بنظر شہوت دیکھنا درست ہے جیسے بیوی۔ لونڈی تو یہہ مباح ہے یا اونکا ہے جنکی طرف شہوۃ سے دیکھنا بموجب شرع شریف حرام ہے مثلاً علاوہ بیوی۔ لونڈی کے اور عورت کو یا امرد کو تو حرام ہے۔ لیکن یہہ حکم مذکورہ بالا اوسوقت ہے جبکہ سماع سامع کی خواہش نفسانیکو برانگیختہ کرے اور جب اس سے اطمینان ہو تو پھر کیا ڈر ہے اور جو بطور خوشی و تفریح سنتا ہے اوسکی لیئے بھی حلال ہے اور جو ان سب صور تونسے خالی ہو تو اوسکے لیئے مکروہ تنزیہی ہے۔ کیونکہ اوسکے حق مین گویا وہ ایک کہیل ہے اور جہانجہ وار ڈہپری یا دائرہ اور ڈہول۔ شاہین یا لکڑی بجانا وغیرہ وغیرہ علاوہ مزامیر اور سہ تار اور دوتارہ و یکتارہ اور ڈہولک کی سب جائز ہین۔ اب یہان ذرہ اسباب کو بھی سمجھہ لینا چاہیئے کہ وہ سعادت جو سماع مین حاصل ہوتی ہے وہ تین قسم ہے۔ انوار۔ احوال۔ آثار۔ اور انمین بھی ہر ایک خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی تین عالموںسے جو کہ۔ ملکوت۔ جبروت اور ملک ہین پیدا ہوتے ہین اور ارواح اور قلوب اور اعضاء پر نازل

وارد ہوتی ہین پس نور عالم ملکوت سے ارواح پر اور احوال عالم جبروت سی
دلون پر اور آثار عالم ملک سی ہاتھ پیرون پر واقع ہوتے ہین۔ جب یہہ بات
طے ہو گئی تو اب اس بات کو ذہن نشین کرنا چاہیئے کہ سماع یا ہاجم ہوتا ہے یعنے
اچانک و دفعتہً بلا قصد و ارادہ انبوہ کرتا ہے یا متکلف یعنی جیسے سامع قصداً
آرزو سے پیدا کرے اور سماع ہاجم دلکو ایسا برانگیختہ و مشتعل کرتا ہے کہ اوسکے بیان
سے زبان قاصر ہے اور سماع متکلف اوسے کہتے ہین کہ جب سامع راگ سنے
تو وہ اوسکو اپنے محبوب یا پیر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا خدا تعالےٰ
کی طرف لیجائے۔ اور یہہ واضح ہو کہ سماع کبھی کشف کا بھی باعث ہوا کرتا ہے
کیونکہ اسمین کچھہ شک نہین ہے کہ وہ حالت کا بدل دینیوالا اور واقف
کرنیوالا اور صفائی بخش ہے۔

آداب سماع

سماع کے آداب عام شہرت کے اعتبار تین ہین۔ اول تو یہہ کہ نماز اور کھانے
پینے اور کام کاج وغیرہ کا وقت نہو۔ دوسرے مکان شارع عام یا مکروہ
آواز کی جگہ نہو۔ اور اوس مکان مین کوئی ایسا سبب بھی کہ اوسکی طرف
دل لگے جیسے نقش و نگار۔ بیل و بوٹا وغیرہ نہو۔ تیسرے یہہ کہ وہان کوئی منکر
سماع جو ظاہر مین زاہد اور باطن مین متکبر و مغرور ہو یا جان جان کر جھوٹ
موٹ حال کھیلنے والا یا دکھاوے کیلئے وجد کرنیوالا ہو موجود نہو اور میرے نزدیک
راضی ہو اللہ تعالےٰ مجھسے سماع مین شرائط بالا کے ساتھہ مفصلہ ذیل سات
حقونکی اور بھی رعایت ضرور چاہیئے۔ اول یہہ کہ حاضرین مجلس کل کے کل

جب تک کہ سماع ہوتا رہے باوضو رہین۔ دوسرے سورہ فاتحہ اور کوئی
اور سورۃ اوسکے ساتھہ ملاکر پڑہین اور پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے
درود بہیجین۔ تیسرے کوئی چار زانو یعنی آلتی پالتی مارکر نہ بیٹہے اور نہ چت لیٹے
بلکہ دوزانو جسطرح نماز مین بیٹہتے ہین اسطرح بیٹہین۔ چوتہے قوال معتاد کے
لالچی نہ ہون ہان اونہین تبرکاً و احساناً کچہہ دیا جاوے۔ پانچوین کوئی شخص
بات نکرے اور نہ قصداً ہنسے (اگر بے اختیار ہنسی آوے تو وہ درست ہے)
اور گانے کے وقت سر جہکائے ہوئے جو کچہہ قوال کہتا ہو اوسے سنتا رہے
ادہر اودہر کم دیکہے اور قلب کی طرف متوجہ رہے کہنکارنے اور انگڑائی لینے
سے پرہیز کرے اوسحالت مین اگر اسپر وجد غالب آوے اور بے اختیار حرکت
کرے تو معذور ہے اور باوجود اسکے بہی اختیار کی باگ ہاتہہ سے ندے اور
سکون کی طرف مراجعت کرے (یعنے ضبط کرے اور ہلے جلے نہین) اور
اسکا مفصل بیان یہہ ہے کہ اختیار و شعور ایسے دو مفہوم ہین جو ایک دوسرے
سے بالکل علیحدہ اور غیر ہین پس اسکے چار صورتین ہونگی دونون حالتون کا عدم
یا دونون کا وجود۔ یا اختیار کا وجود اور شعور کا عدم۔ یا اختیار کا عدم اور شعور
کا وجود۔ اور چوتہی قسم کی حالت سماع مین سب سے اچہی ہے اور پہلی صورت
سے اولی اب باقی رہین دوسری۔ اور تیسری وہ متروک ہین اور اولویت کا ثبوت
یہہ ہے کہ صاحب وجد کی حالت غصہ والے کی سی ہوتی ہے جیسا وہ اپنے
افعال اور اونکے اثر ونکو سمجہتا ہے اسی طرح یہہ بہی۔ کیونکہ مثلاً جب کسیکو بیوی
پر از حد غصہ آتا ہے تو وہ اوسے طلاق دیتا ہے یا اسکے منہہ پر تہپڑ مارتا ہے

یا مارنا پیٹتا ہے یا اوسے قتل کرتا ہے - اور اس صورت مین وہ جانتا ہے کہ
کہ طلاق سے باہم جدائی اور علیحدگی ہو جاتی ہے اور تہپڑ کی تکلیف مار دہاڑ سے
کم ہوتی ہے اور اسی طرح مار کوٹائی قتل سے کم ہے - لیکن وہ ان فعلونکے
سرزد ہونیمین بے قابو ہوتا ہے - یہی حال وجد والے کا بہی سمجہو کہ وہ اپنی حرکات
وسکنات مین بے بس ہوتا ہے باوجودیکہ اسکو قوال کے کلام سمجہنے اور اپنے کپڑے
لتے سمیٹنے اور دینی کا ہوش ہوتا ہے - اور بعضون نے جو یہہ کہا ہے کہ اختیار
ہونا بہی تو شعور ہی ہے یہہ کچہہ نہین ہے - اور پہلی صورت کی مثال شرابی
کی سی ہے کہ وہ بے اختیار بہی ہوتا ہے اور بے خبر بہی اور لوگونکی سیہ دل اور
کور باطن اور سخت کہنے کے خوف سے قصداً وجد نکرے اور جب اپنے
دلکو دیکھے کہ گانے مین دل نہین لگتا تو فوراً مجلس کے باہر چلا جاوے
اور اپنے وقت عزیز کا خون ناحق نکرے کیونکہ جو کچہہ کہ یہہ بعد اسکے سنیگا وہ
حرام ہے - چہٹے صوفی پر جب وجد کا غلبہ ہو اور یہہ سبقت کرے اور کہڑا ہو تو
کل حاضرین مجلس اسکی ساتہہ تعظیم و بزرگی کے لیئے کہڑے ہون اور انہین سے
بعضے اسطرح اسکی نگرانی نکرین کہ اسکے ہاتہہ پیرونکو پکڑین بلکہ ڈہیلا چھوڑ دین
مگر اتنا ضرور خیال رکہین کہ اسکے کہین چوٹ نہ آجاوے مگر تسکین ہو تو مجلس
مین ایک طرف لٹا دیا جاوے اور خیال رکہین کہ اسکا بدن خلاف شرع نہ
کہلنے پاوے اور اگر وہ اس حالت مین کسی ایسی بیت یا رباعی یا مصرع کی
تکرار کے لیئے کہے جو جلانیوالے حاضرین کو مرغوب نہو تو اسکو انپر ترجیح دیجائے
اور بہتر یہہ ہے کہ قوال جس مصرع و بیت پر صوفی کے دلکو حرکت اور شوق

وشورش ہوتی ہواوسی کی تکرار واجب جانے اور برخلاف حکم کرنیوالے کی دشمنی
سے بچے سالکوںمیں جب مجلس ختم ہو تو الحمد کسی اور سورۃ سمیت پڑھکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پر بہت بہت درود بھیجے اور جو کوئی ان آداب و حقوق کو ترک کرے وہ واہی
اور بدعتی ہے اور اسکے نفع سے گناہ کہیں زیادہ ہوگا۔ اور اثبات سماع مین مشائخ
رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین سے بہت کثرت سے عبارتین اور اشارے
ہین۔ حضرت ذوالنون مصری رضؓ نے فرمایا ہے کہ سماع جو حق کی طرف رجوع
کرنیوالا ہو وہ دلکو خدا کی طرف برانگیختہ اور متوجہ کرتا ہے پس جو شخص خدا کی طرف
کان لگانے والا اور دہیان دہرنیوالا ہے وہ محقق ہے اور جو نفس کی سننے
والا ہے وہ زندیق ہے۔ اور حضرت شبلی رضؓ نے فرمایا کہ سماع ظاہر مین فتنہ ہے
اور باطن مین عبرت اور جو اشارہ کو سمجھہ سکتا ہے اوسکو وہ سماع عبرۃ حلال ہے
ورنہ سننے بلا مین پڑینگے واسطہ فتنہ کو بلایا ہے اور ابو علی رودباری رضؓ نے اوس
شخص کو جو ایسے سماع کی نسبت دریافت کرتا تھا یہہ جواب دیا تھا کہ سماع
نرم اور سراسر خالص کردینیوالا ہے اور مشایخ مین سے کسی کا مقولہ ہے کہ
سماع پوشیدہ بہید دلسے آگاہ کردیتا ہے اور ابو الفضل رضؓ فرماتے ہین کہ سماع
مضطر اور بیقرار ونکے لیے موجب ترقی ہے پس جو واصل باللہ ہوگا وہ اس سے
مستغنی ہے اور حضرت جنید رضؓ نے فرمایا ہے ؎ وجد سے واجد کو راحت ہوتی تہی
بروجود حق کے آگے ہے وہ گم نہ مجھہ بہی طاری ہوا کرتا تھا وہ نہ ہے مگر
اب اوس سے مانع وہ ہکم نہ اور بلاشبہ ہمسے یہہ بات متواتر بیان کی گئی ہے
کہ تحقیق بعض بعض عارفین کبار جیسے نوری رضؓ اور دراج رضؓ اور اور نے

سماع مین انتقال کیا ہے پس اگر سماع غیر کاملین ہی کے واسطہ ہوتا تو ان حضرات عنؒ کی بابت کیا خیال کرتے ہو۔ اور حضرت سید محمد گیسوؒ دراز نے کیا ہی خوب ارشاد فرمایا ہے کہ منتہی واصل جسے سماع حرکت نہین دیتا وہ وہی ہے جسے منتہی ہونے کی آفت نے آن دبوچا ہے اور وہ یہہ منصوبہ باندہ کے کہ مین تو منتہی ہون طلب سے باز رہا ہے اسلیئے کہ جب مطلوب اور اوسکی تجلیات غیر متناہی ہین تو ظاہر ہے کہ غیر متناہی کی محبت بہی غیر متناہی ہے ہو گی پس انتہا کہان ہو سکتی ہے ابو یزیدؒ نے فرمایا کہ ہمنے شراب وحدت دیر تک گہونٹ گہونٹ کرکے پی نہ تو شراب ہی تہوڑی ہوئی اور نہ ہم ہی سیراب ہوئے پس معلوم ہوا کہ اسکی انتہا ہی نہین ہے۔ (فتدبر) اور حضرت جنیدؒ نے فرمایا ہے کہ فقیر کے اوپر تین موقعون پر رحمت نازل ہوتی ہے اول کہانے کی وقت کہ وہ بغیر حاجت کے نہین کہاتا۔ دوسرے کلام کرنیکے وقت کہ وہ بغیر ضرورت نہین بولتا۔ تیسرے سماع مین اسواسطہ کہ وہ بے وجد نہین سنتا۔ اور ابو عبد اللہؒ نساجی نے فرمایا کہ سماع وہ ہے جو فکر یا عبرت کے لیئے اختیار کیا جاوے اور سوائے اسکے فتنہ ہے اور میرے نزدیک سماع نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ ہی یعنے سماع خدا تعالٰے کی وہ سلگائی ہوی آگ ہے جو دلونپر چڑھ آتی ہے اور یقین کرنا چاہیئے کہ ایسا کوئی نہین ہے جسمین اوسکی آگ کی تاثیر روشن نہ کی گئی ہو۔ پس جسمین کہوٹ ہوگا تو وہ اسکے شعلہ سے کہرا ہو جاویگا اور جو کہرا ہے اوسمین جلنے سے اور زیادہ لطافت ہو جائیگی۔

وجد اور وجود کا بیان

مشایخ رضوان اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ وَجد بمعنے اندوہ وغم ہے اور وجود بمعنی پانا اور یہہ دونون ایک ایسی دو حالتین ہین جو سماع سے پیدا ہوتی ہین پس بعض کا حصہ اس سے کرب یعنے درد وغم ہے اور بعض کا خوشی وطرب - اب پہلی صورت تو معدوم ہے باقی رہی دوسری وہ البتہ پائی جاتی ہے - اور اس سے طالب کے صفات متغیر ہوتے ہین نہ مطلوب کے کیونکہ مطلوب مین تغیر ہو ہی نہین سکتا پس اسکی غایت یہہ ہے کہ طالب ومطلوب دونونمین ساری ہو اور انتہا اسکی یہہ ہے کہ محبوب سے محب کی طرف ہو تو افضل ہے اور بعض کہتے ہین کہ وجد قلب کو درد پہونچنیکا نام ہے عام ہے کہ فرحت وخوشی سے ہو یا رنج وسختی سے پس اول صورت مین تو صاحب وجد کو مشاہدہ کے وقت بسبب حجاب منکشف ہونیکی سکون ہوتا ہے اور دوسری صورت مین شوق کے جوش سے درمقصود تک نہ پہونچ سکنے کی وجہ سے حرکت - اور یہان اس بات کا جاننا بہی مناسب ہے کہ علم کا غلبہ مرتبہ اور درجہ مین وجد سے اعلیٰ اور بلند ہے پس وجد جسوقت صاحب وجد پر غلبہ کرتا ہی تو خطاب شرعی جو ثواب وعذاب کا مدار ہے - اوٹھہ جاتا ہے - پس یہہ بات ثابت ہوگئی کہ جس شخص سے احکام شرع کے ادا کا مواخذہ نہو وہ مرتبہ مین کم ہے اوس شخص سے کہ جسپر علم یعنے شعور وآگاہی کا تسلط ہو - پس وہ مع اس وجد کی احکام شرع کی پابندیسی مشرف رہیگا اور اوامر اور نواہی کے زیور سے بہی آراستہ وپیراستہ ہوگا اور اسمین اور اوسمین زمین اور آسمان کا فرق ہے -

تواجد کا بیان

قصداً وجد کرنا تاکہ اللہ تعالے کی نعمتین اور اوسکے شواہد دلمین نمایان ہون اور آرزوئین حاصل ہون اور تمنائین برآئین اور عارفونکی برابر اپنا مرتبہ سمجھنون پر ظاہر ہو یہہ بیشک قطعاً حرام ہے اور خالص خطرہ ہے اور بعض مشائخ کے نزدیک تواجد اوس چیز کی ظاہر کرنیکو کہتے ہین جو باطن مین حاصل ہو لیس جو اسپر قوی ہوجاوے اور جارہے یعنے ضبط کرے وہ تسکین پائیگا۔

اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔ تقشعر جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ یعنی بال کہڑے ہوتے ہین اس سے کہال پر ادن لوگونکے جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین پہر اونکے چمڑے اور دل اللہ تعالے کی یاد کیطرف نرم ہوجاتے ہین۔ ہمنے اس مقام کو اپنے ایک خط مین جو مولوی عبدالرشید کو لکھا تھا بہت طوالت وبسط کے ساتھہ بیان کیا ہے یہہ مختصر اس سے زیادہ بیان کی طاقت نہین رکھتا۔

غلبہ کا بیان

جس سے سبب کا ملاحظہ اور ادب کی رعایت نہین ہوتی اوس سے ظہور مین آتا ہے اور وہ لبسا اوقات ایسی طرف چلاجاتا ہے کہ جو اسکی حال سے واقف نہین ہوتا وہ اسکا انکار کر بیٹھتا ہے اور جب صاحب غلبہ کو تسکین ہوتی ہے تو غلبہ اوسے اوسکی پہلی حالت پر پہیر لاتا ہے اور اکثر اسکا منشا خوف ماہیت یا جلال یا حیا ہوتی ہے۔

رقص کا بیان

پہرنا اور گرد پہرنا اور اشارہ دن اور گردن سمیت ہاتھہ ہلانے اور تال وسم وغیرہ کے وقت راگ کے قاعدونکے مطابق پیرونکا اوٹھانا اور جنبش دینا اسکی شریعت اور طریقت مین کہین کچہہ اصل نہین ہے مگر البتہ غلبہ کے وقت دلکو حرکت اور جنبش اور ہاتھہ پیرونکو بیقراری و اضطراری ہوتی ہے اور اسے اصطلاح مین رقص نہین کہتے اور جواسے رقص کہے اوسکو چاہیئے کہ وہ اپنا گہر لہو مین بنالے۔

ولولہ کا بیان

جسکی طرف شارع نے شہوت کی نظر سے دیکھنا حرام کیا اوسکے حسن کو دیکھنا جیسے غیر عورتین اور امرد لڑکے یہہ بالاتفاق ممنوع ہے اور یہہ جو مشایخ سے کبہی ایسا وقوع مین آیا ہے تو اسی سبب انپر طعن کیا گیا ہے اور اس باب مین بہت سے حکایات جو مخفی نہین مشہور ہین۔ اور میرے نزدیک راضی ہو اللہ تعالےٰ مجہسے جن مشایخ سے ایسا سرزد ہوا ہے وہ دو حال سے خالی نہین یا ابتدا مین ہوگا یا انتہا مین اور ہر ایک کی ایک وجہ ہے اول کی وجہ تو یہہ ہے کہ مرشد طبیب حاذق کی مانند ہوتا ہے جو چیز مرید کے حق مین نافع ہوتی ہے وہی اوسکے واسطہ تجویز کرتا ہے اور یہہ تو معلوم ہی ہے کہ محبت ایک معنوی امر ہے پس اس سبب سے پیر کامل پہلے محبوب کی لذت دریافت کرنیکی طرف اسکی لگاتا ہے کیونکہ وہ امور جو اس ظاہر سے متعلق ہین ظہور واشاعت مین اونکا مون کے جو باطن سے علاقہ رکہتے ہین بہت زیادہ ہین اور چونکہ اوسبحانہٗ تعالےٰ دریافت ہونے سے بلند ہے بحکم ولا یدرکہ الابصار وہو اللطیف الخبیر یعنی وہ حکم کرتا ہے

اور اوسے آنکھین نہین دیکھتین اور وہی مہربان اور خبردار ہے - لہذا اگر
امیدوار اونکے دل اوسکی محبت کی تاثیر باوجود اونکے کثافتون اور بلاکتون کے
جو انہین موجود ہین حاصل کرین تو بسبب مبدا اول سے بچاو ور ہونیکے وہ
آلائشین اوسے رو کینگے اور اس سے دور بہاگنے کی مددگار ہونگے اسلیئے مرشد
برحق پہلے عاشق و شیفتہ ہونیکا اسے حکم دیتا ہے اگرچہ یہہ امر اسکے اختیار تو نہین
مگر بیشک تقلید کبہی حق کی مشابہت کیطرف بہی کہینچتی ہے پس اس سے
اسکو یہہ بات حاصل ہوجاتی ہے کہ مین ایک عاجز اور فروتن اور ذلیل و
متواضع ہون اور غرور و تکبر و نخوت سے بالکل نیست و نابود ہو کر بلا ہونیکی
خالی اور بہلائیکے لینے مالامال ہوجاتا ہے پہر اوسوقت پیر طریقت اسکو مقصود
اعلی اور مطلوب اقصی کی طرف جو جل شانہٗ تعالے ہے اوسے کہینچ لیتا ہے
میرے اوستاد نے (اللہ تعالے اونکی برکتین ہمیشہ رکہے) شیخ برہانپوری
قدس سرہ سے سوال کیا کہ آجکل شیخو نکو کیا ہوگیا ہے کہ وہ مریدونکو پہلے
دعائین اور وظائف بتاکر اونکی عمرونکو صرف کرادیتے ہین اور اس بات کا
کچہہ لحاظ و پروا نہین کرتے - پس اونہون نے جواب دیا کہ جب وہ انہین جذب
کے سہارنیکی طاقت نہین دیکہتے تو انہین مشقت و ریاضت کا حکم دیتے
ہین تاکہ انہین تصفیہ حاصل ہوجاوے بعد اسکے انہین ادہر کہینچتے ہین اور
آخر مین کبہی ایسا اتفاق اسلیئے ہوجاتا ہے کہ صوفی جب حق سبحانہٗ تعالے
کی تجلی ذاتی یا صفاتی یا اسمائی کے ہونے پر تیار و آمادہ ہوجاتا ہے
تو اللہ تعالے پہلے اسپر عورتون اور امردونکی صورت مین تجلی فرماتا ہے

اور یہہ تجلی چکا چوند کرنیوالی بجلی کے مانند ہوتی ہے پس وہ ان صورتون
کے دیکھتے ہی وہی لذت اور حظ اوٹھاتا ہے جیسے اسوقت اسے میسر
ہوتا ہے اور بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ وہ تجلی کامل افراد و اشخاص
کے لیئے برق خاطف کے مانند ہوتی ہے — اور یہہ بھی اچھی طرح سمجھہ لو
کہ مذہب توحید و تحقیق مین کامل اوسے کہتے ہین جو آنکہہ سے جمال
مطلق کو ظہور کونی اور حسّی مین اسطرح دیکھے جیسے اوسکا جمال مظہر روحانی
و معنوی مین بصیرت سے دیکھتا ہے کیونکہ پروردگار کے جمال باکمال
کی دو حیثیتین ہین ایک اطلاق دوسرے تقیید اول یا تو وہی جمال ذاتی ہو
یعنے جمال مطلق جیسے عارف فنا فی اللہ مین دیکھتا ہے اور دوسرا
وہ جمال تنزلی ہے جو مظاہر جسمیہ یا روحانیہ مین مشاہدہ ہوتا ہے
پس عارف تو اوس جمال کو اس نظر سے دیکھتا ہے کہ یہہ تعالےٰ شانہ
کا جمال ہے کہ جو مظہر حسّی یا روحی مین جلوہ افروز ہے۔ اور جو عارف
نہین ہے وہ اس جمال کو جو چیز کہ اوسے سامہنے دیکھائی دیتی ہے
اسکا ہی تصور کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس صورت مین اور اوس صورت
مین بڑا فرق ہے۔ پس اول تو عشق اور عبادت ہے اور دوسرا فسق
اور کم فہمی اور مشایخ کا انکے حق مین طعن کرنا مجہولونکی اصلاح حال اور
اس غرض سے ہے کہ اس امر کو وہ اپنا دستور نہ ٹہرالین اور طریق واضح
اونسے چہپ نجاوے۔ اور مینے اس مقام کی تحقیق مولوی عبد الرشید

دیکہو مکتوبات کلیمی مطبوعہ مطبع یوسفی ۱۳۰۱ ہجریہ صفحہ ۹۶ مکتوب صد و دہم ۱۲

کے ایک خط مین بہت اچھی طرح کی ہے - اور حق یہہ ہے کہ ظاہر صورت
کو اختیار کرنا اور اس سے علاقہ پیدا کرنا اہل باطن کیواسطے تو جایز ہے
مگر ہان اسیر جم جانا اور اوسمین آخر عمر تک مستغرق رہنا یہہ فقرا کے نزدیک
درست نہین ہے کیونکہ یہہ کمال نقصان ہے اور نہ کسی سے اسطرح کی
روایت آجتک پائی گئی بلکہ اس ورطہ سے گذر جانا ہی مقصود ہے اور
اس سے خلاصی ہی خوب ہے فقط

الحمد للہ تعالے یہہ چند سطر ماہ ذالحجہ سنہ ۱۳۰۳ ہجریہ مین تمام ہوئین فقط ؞

تمت

قطعہ تاریخ

قطعہ تاریخ من نتایج طبع وقاد حضرت قبلہ وکعبہ مولانا بالفضل اولانا مولوی
محمد ذو الفقار حسین صاحب متخلص بہ غنی مدرس دویم ایہ سکول دہلی دام فیوضہم

قاسم علی - کلیمی - لقب لو رویده ام
حقا رسالۂ تو سراسر کرامت است

مردان حال وقال نمانند در جہان
باقی اگر کس است بہ کنج قناعت است

زنہار زین گروہ جہالت شعار ہست
مصنوعی وجد کہ کنند این شرارت است

توفیق نیک باد بہ ارباب صوفیہ
زین سان چو وجد وحال نمودن اباحت است

خوانند صد کتاب ز حکمت مگر چہ سود
کافی برای اہل نظر یک اشارت است

این نسخهٔ بدیع که بنمود رقم
۱۳۰۴ھ
سالش غنی بگفت کتاب هدایت است

تمت تمام شد

الحمد للہ و المنت کہ این رسالہ آداب المشایخ مولفہ و مرتبہ سیدی
سندی مخدومی مکرمی حضرت صاحبزادہ سید
محمد قاسم علی کلیمی از احفاد حضرت
شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز
در مطبع احمدی دہلی باہتمام احمد حسن خان
طبع گردیدہ مقبول جہان
شد